

اسے نمائش کاری اور ہوس کاری کے اسٹیج پر لاکھڑا کریں اور مخلوط سوسائٹی اور فحاشی اور عیاشی کے ذریعے تمام اخلاقی احساسات کو تباہ کر دیں۔
اگر ایک یہی مہم چلتی رہے تو احیائے اسلام کے خواب کو پریشان کرنا بڑا آسان ہے۔
کجا یہ کہ دسیوں ترکیبیں اور بھی کام کر رہی ہیں۔

دوسری طرف یہ قصہ بھی چھڑ چکا ہے کہ ایک تعلیمی و تہذیبی یلغار اٹھیلیوں نے بھی ہمارے دماغ درست کرنے کے لیے شروع کی ہے۔ مدتوں تک یہ سمجھا جاتا رہا کہ یہ لوگ دوسروں سے تعرض کیے بغیر اور سیاسی مقاصد کو سامنے رکھے بغیر معاشرے میں سیکولر سے خاموش کام کرتے رہے ہیں۔ مگر اب پاکستان پر جو ان کی پڑا سرا رتوجہ خاص طور پر ہوئی ہے تو لازماً اس کے پیچھے ایک خطرناک منصوبہ ہے جسے ہفت روزہ تکبیر نے واضح کر دیا ہے۔ اس وقت دو بڑے تعلیمی و ثقافتی اڈے ان کی طرف سے قائم ہوئے ہیں۔ جو بظاہر بڑا احسان معلوم ہوتے ہیں کہ پاکستان کی ترقی کے لیے ایک گروہ روپیہ اور قابلیت دونوں کو کھلے دل سے استعمال کر رہا ہے۔ مگر یہ احساس معصومانہ قسم کے نہیں ہیں۔ ایک طرف ان کے عالمی لیڈر اور پیر آغا خاں، امریکہ و برطانیہ کے محبوبان خاص میں سے ہیں۔ دوسری طرف ہندو لاء مذہبی قائد کے ساتھ ان کا قانون ہے، اور پھر مجارت میں ان کی خاصی آبادی اور بہت بڑے کاروبار بھی ہیں۔ یہ وہاں کے مسلمانوں سے بالکل الگ ایک گروہ ہیں۔ ان کے عقاید توحید و رسالت دونوں کے معانی کو غت رہود کرنے اور نماز کے بجائے اپنے پیر کو سجدہ کرنے اور حاضر امام کو حرام و حلال کا فیصلہ کرنے کا مختار رکل سمجھتے ہیں۔

اس مذہبیت کے ساتھ اور امریکی، برطانوی اور مجارتی رابطوں کے ساتھ وہ پاکستان پر بہت ہیران ہیں۔ وہ شروع سے بنو امیہ کے درجہ سکوت کو اسلام کا شاندار مظہرانتے ہوئے اور رقص و موسیقی اور آزادی نسوان کی ترغیب دلاتے ہوئے پاکستان کو سیکولرزم کی راہ پر لے جانا چاہتے ہیں۔ پاکستان میں اپنے پروگرام کو آگے بڑھانے کے لیے انہوں نے یہاں بڑی

سخاوتیں دکھائی ہیں۔

اب انہوں نے کچھ تازہ اقدام کیے ہیں۔ پہلے تو کراچی میں میڈیکل تعلیم کا انتہائی مسیاری ادارہ اقل درجے کی سہولتیں کے ساتھ قائم کیا تاکہ نوجوانوں کے بہترین دماغوں کو وہ اپنے زیر اثر لے کر چند سال کے دورِ تعلیم میں درست کریں۔ تاکہ جب یہ لوگ پاکستان میں بڑی بڑی حیثیتوں کے ساتھ کام کریں تو یہ اور ان کے اقربا سوسائٹی کو سیکولر ازم کا شکار بنا کے چھوڑیں۔ دوسری طرف ملکی اواروں کی پستی کا احساس ان میں اپنے ملک اور معاشرے کی محبت کو مجروح نہ دے۔ لیکن دوسرا اقدام اس سے بھی بڑا ہے۔ مملکت اور ملحقہ علاقوں میں شیعہ اور سنی آبادی کا ایک خاص توازن قائم تھا۔ اب اسماعیلی ادارے کے قیام سے یہ توازن ٹوٹ جائے گا۔ کیونکہ یہ لوگ بہت روپیہ خرچ کر کے، بہت سہولتیں دے کر ارد گرد کی آبادی کی نوجوان قوت کو سمیٹتے جائیں گے۔ جب کہ دوسری طرف پُرانی طرز کے ہمارے اسلامی مدارس اور نئی طرز کے متوسط سے مراکز کی طرف رجوع مسلسل کم ہوتا جائے گا۔ مغربی اور جہالت میں پڑے ہوئے لوگوں کو پیسے اور نئی تہذیب کے زور سے رسمی حد تک اسماعیلیت کی طرف اور حقیقی طور پر مغربیت اور سیکولر ازم کی طرف کھینچا جائے گا۔

اگلے خطرناک پہلو کی وجہ سے بہت پریشانی ہے۔ یہ علاقہ جہاں ایک پُرکشش شاندار اسماعیلی ادارہ بنایا گیا ہے اور جہاں پہلے سے شیعہ بادی موجود ہے۔ مختلف پہلوؤں سے بہت پس ماندہ علاقہ ہے۔ یہ پس ماندہ علاقہ ایسی جگہ ہے کہ ایک طرف تو تجارت کا اس پر دعویٰ ہے اور دوسری طرف روس کی پہلی زدیں ہے۔ تکبیر کراچی نے اس خطرے کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اگر روس کسی بھی وقت پاکستان پر توازن خاص کرنا چاہے اور حشیم بد تواریط ہے ہی، تو اس کے لیے جہاں یہ علاقہ بہترین علاقہ ہے، وہاں قائم ہونے والا اسماعیلی ادارہ اور بھی بہت مفید ادارہ ہے۔ کمال یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے نہ اس سرکاری (روس کے قریب) علاقے میں ترقیاتی کام ہوئے، نہ تعلیم عام ہو سکی۔ نہ غربت دور ہوئی اور نہ دفاعی انتظامات کافی ہیں۔ ہم بغیر تصدیق و تردید مشہور عام مبینہ خبر کا ذکر کر